کلام جدید

نخلستان بوم

مصنفہ

جناب شیر خاں بوم ساکن ہاپوڑی وارد حال
شہر میرٹھ

قیمت ۱ر

ملنے کا پتہ
رتن اینڈ کو بکسیلرز دریبہ کلاں دہلی

غزل

مشاعرہ لال کرتی میرٹھ بر مکان مہر سلیمانی

عدو کی موت کا تم کو اگر ملال ہوا،
مجھے خوشی ہے کہ سائیکا انتقال ہوا،
نہ اس لئے مجھے غربت کا کچھہ ملال ہوا،
تمہارے حسن کی دولت سے مالامال ہوا
د مدر مل سے ابھی تک تیرے ملال ہوا،
عدو کی موت کہ حالانکہ ڈیڑھ سال ہوا
وہ کون ہے کہ نہ جسکو ترا خیال ہوا
ہر ایک خیال کی زینت ترا جمال ہوا
کبھی نہ تم کو مریضوں کا کچھہ خیال ہوا
اُسی کے ہو گئے جس کی گرہ میں مال ہوا
نہ فائدہ ہے نہ دشمن کا انتقال ہوا،
پڑے ہوئے اُسے بستر پہ ایک سال ہوا
کیا تھا وعدہ کبھی تم نے کل کے ملنے کا
تمہاری ایک اُسی کل کو ڈیڑھ سال ہوا

خدا کی شان ہے بام عروج پر پہنچا۔
وہ دل جو آپ کی ٹھوکر سے پائمال ہوا
تمہارا گھر نہیں خاصہ یہ مذبح خانہ ہے
جو بدنصیب یہاں آگیا حلال ہوا،
تمہاری تیغ ادا سے نہ بچ سکا کوئی
جو دسے گئے زخمی تو آدھوں کا انتقال ہو
وہ مانگتے ہیں اسی دن دعائیں مرنیکی۔
مریض عشق کا جس دم خراب حال ہوا،
پڑے سینکڑوں تیغ نگاہ زخمی
کرا اچھا خاصہ تیرا گھر ہی ہسپتال ہوا،
جہاں بھی مل گئے جبر آپٹ گیا ان کو
کبھی نہ راحتی سے پورا میرا سوال ہوا
خدا کیواسطے آجاؤ اب تو پہلو میں
تمہارے ہجر میں جینا میرا محال ہوا
اسی کے ہو گئے اے توم سینکڑوں دشمن
جہاں میں کوئی اگر صاحب کمال ہوا،

غزل

جنرل مشاعرہ سونی پت ضلع پانی پت کرنال

رات دن کہتے تھے تم یہ کام ہے وہ کام ہے
اپنے عاشق کو سمجھتے ہو کہ یہ حجام ہے

ساری قومیں ایک ہو جائیں تو بنتا کام ہے
اتحادِ باہمی ہی دیر کا پیغام ہے

دورِ خاکی کے بیٹھے خیر کا پیغام ہے
خط ہمارے نام ہے مضموں تمہارا آگیا

نزع کا عالم ہے آنکھیں پھر گئیں دم رک گیا،
اور وہ دو دو کہتا ہے کہ آرام ہے،

مجھکو بزمِ ناز میں دیکھا تو فرمانے لگے،
کسلیئے آیا یہاں سالے ترا کیا کام ہے

دانت چمکے تھے کہ میرے دل پہ بجلی گر گئی
تیرا ہنس کر بات کرنا موت کا پیغام ہے

کس طرح آپ گھر پہ جائینگے اجازت دوں گے
مینہ برستا ہے گھٹا چھائی ہے وقت شام ہے

جنگ نے ڈالا مرے کنبہ میں ایسا تفرقہ
کوئی برما کوئی سنگاپور کوئی آسام ہے
چوٹی والے میری بدنامیوں سے خوش نہ ہو
نام تیرا بھی تو میرے ساتھ میں بدنام ہے
بوسے ملتے تھے کبھی وہ عشق کا آغاز تھا
جوتیاں کھاتے ہیں اب یہ عشق کا انجام ہے
ہم جیسوں نے ہزاروں بستیاں ویراں کیں
بوم تو الّو کا پٹھا مفت میں بدنام ہے

غزل

جنرل شاعرہ ہاپوڑ بر مکان آلِ حسن صاحب رئیس ہاپوڑ
لیلیٰ کو اُدھر ایک تاقہ ملا مجنوں نے ادھر فرمایا ہے
قسمت سے ایک کو ڈاک ملی اور اک نے لیٹر پایا ہے
ہم دونوں مقاموں پر پہونچے لیکن دم ہیں کچھ پایا ہے
بتخانہ میں پتھر پائے تھے کعبہ میں بھی پتھر پایا ہے
سرکار کی راشن بندی سے اندھیر ہوا ہے دنیا میں

دو سال میں ہم نے رونقِ گل کا ایک کشنز پایا ہے
جس دن سے ہم نے جنم لیا آنسو نہ تھمے رونا نہ گیا
مجبورِ تمنا آنکھوں سے شبنم کا مقدر پایا ہے
لاہور گئے کشمیر گئے جے پور گئے اجمیر گئے۔
آرام کہیں ایسا نہ ملا جو اپنے گھر پر پایا ہے
داڑھی کو پکڑ کر بیوی نے ایک چپت دیا اور فرمایا
قسمت سے میں نے شوہر بھی یہ بوڑھا مچھندر پایا ہے
چشمہ کی طرح رستی ہی رہیں دریا کی طرح بہتی ہی رہیں
اس سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے آنکھوں نے سمندر پایا ہے
جس دن بھی تمہارے گھر ہو کے اغیار کو اکثر پایا ہے
اس سالے کو سر نیچے تے کیا ایک یہی گھر پایا ہے
ہے عشق مجھے جس بھنگنی سے میں اس کی کیا تعریف کروں
صورت بھی اچھی پائی ہے مکھڑا بھی سندر پایا ہے
دو سال سے سٹہ کھیلتے ہیں کچھ اس کے سوا حاصل نہ ہوا
ایک دن ملا ہے جو سکا ایک ڈرا جیتنا پایا ہے
وہ راضی ہوئے تو بوسہ ملے ناراض ہوئے تو جوتے پڑے
کچھ عشق میں اکثر کھویا ہے کچھ عشق میں اکثر پایا ہے

جب اُن کے گھر پر جاتا ہوں وہ لاکھوں کام بتاتے ہیں
عاشق کو سمجھتے ہیں اپنے ایک مفت کا نوکر پایا ہے

وعدہ جو کیا تھا سانے نے آخر سال میں ملنے کا
مر مر کر ہم نے مشکل سے یہ ماہ دسمبر پایا ہے

کس طرح یقین آئے نہ مجھے وہ گھر پہ تمہارے سوتا ہے
جب چارپائی پر میں نے تمہاری غیر کا بستر پایا ہے

محنت سے کما کر ہم لائیں وہ بیٹھی گھر پہ کھاتی ہے
سچ پوچھو تو ہم سے اچھا ہی بیوی نے مقدر پایا ہے

اے بوم شب وعدہ بولے وہ دیکھ کے گھر کی ویرانی
عاشق ہی ہمنے پایا ہر تو بے در بے گھر پایا ہے"

قطعہ

یہ جو بربادی کا منظر ہے نظر کے سامنے
آپ لوگوں کو خبر ہی ہے یہ کس کا کام ہے
ان حسینوں نے ہزاروں بستیاں ویراں کیں
بوم تو اُلو کا پٹھا مفت میں بدنام ہے"

خمسہ

بر شعر حضرت ذوق

ہوا سوار نہ میں کشتی دو خانی میں
بغیر شادی نہیں لطف زندگانی میں
میں کام ہاتھ سے لیتا ہوں یوں جوانی میں
رکاوٹ ٹھیک نہیں طبع کی روانی میں
کہ بو فساد کی آتی ہے بند پانی میں

کبھی مٹے ہیں ولایت کی مہ جبینوں پر
کبھی فدا ہیں کشمیری نازنینوں پر
ہمیشہ چڑھتے رہے رنڈیوں کے زینہ پر
سنبھالا ہوش تو مرنے لگے حسینوں پر
ہمیں تو موت ہی آئی شباب کے بدلے.

رتن اینڈ کو بکسیلرز دریبہ کلاں دہلی